

صغیر ملال کے تراجم کا عمومی رجحان

عطیہ حیات *

Abstract:

This article presents an investigation into the translations of Sagheer Malal, a prominent novelist, short story writer, poet, and translator. With the understanding that translations serve as a catalyst for future creative writing, this study aims to identify the major discussions and topics that form the foundation of Malal's translations.

This study focuses on the translations of 36 short stories from 23 distinct short story writers of the 20th century. Through a comprehensive analysis of Malal's translations, the research highlights several recurrent themes that emerge as prominent factors in his selection process. These factors include explorations of death and mortality, profound existential questioning, inquiries into the purpose and meaning of life, reflections on the challenges and dilemmas of existence, struggles encountered both internally and influenced by societal norms, and the intricacies and complexities of love and its inherent problems.

کسی زبان میں ہونے والے تراجم اس زبان کی تخلیقات کے لئے راستہ ہموار کرتے ہیں اس لیے تخلیقات جو معاشرے کے شعور، تحت شعور اور لاشعور کو صفحہ قرطاس پر ظاہر کرتی ہیں کا مطالعہ کرنے سے قبل تراجم کا مطالعہ ضروری ہے۔

☆ وزیٹنگ لیچرر، شعبہ اردو، گورنمنٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین، باغبانپورہ لاہور۔

صغیر ملال بیسویں صدی کے نامور اردو افسانہ نگار، شاعر، ناول نویس اور مترجم تھے۔ انہوں نے بیسویں صدی کے منتخب عالمی افسانوں کے تراجم کی ہے اور ان تراجم کو "بیسویں صدی کے شاہکار افسانوں" کے عنوان سے شائع کیا۔ صغیر ملال نے بیسویں صدی کے تیس معروف افسانہ نگاروں کے چھتیس افسانوں کے تراجم کیے ہیں اور بعض پر تبصرہ بھی کیا۔

صغیر ملال کا کہنا ہے:

"سنجیدہ علمی ادب کا تقریباً نصف حصہ صرف موت کا نوحہ ہے۔ تمام فلسفی، تمام ادیب اور پرنسپل ذہن کے تمام لوگ بالآخر وقت اور موت کے سوال پر ٹھٹک جاتے ہیں۔" (۱)

شاہد یہی وجہ ہے کہ صغیر ملال ترجمہ کرتے ہوئے وقت اور موت کے سوال پر ٹھٹک گئے۔ حیرت انگیز طور پر ان کے ۲۸ تراجم براہ راست موت سے متعلق ہیں۔ موت کی مختلف صورتیں قتل، حادثاتی موت، خودکشی، سزائے موت، طبعی موت، اجتماعی موت اور ان مختلف صورتوں میں زندگی اور موت اور مابعد موت کے متعلق سوال اور کہیں کہیں ان سوالوں کے جواب ان تراجم کا موضوع ہے۔

"مسافر کو اپنی زندگی کے دن پورے ہوتے نظر آتے ہیں ان تمام برسوں میں اس نے جو

کچھ محسوس کیا وہ اس کے وجود میں ایک سوال بن کر ابھرتا ہے۔" (۲)

"اس کی زندگی میری زندگی سے زیادہ قیمتی کیسے ہو سکتی ہے؟" (۳)

"میں مرنا نہیں چاہتا۔ میں کیوں مروں؟ میں نہیں مروں گا۔" (۴)

"طاس کی موت سے ایک باب بند ہو جائے گا دنیا میں کوئی چیز کم ہو جائے گی۔۔۔ میری

موت کے ساتھ کیا اختتام کو پہنچے گا؟ مجھ نا چیز کے نہ ہونے سے دنیا میں کیا کمی واقع

ہوگی؟" (۵)

"میرا یہ آغاز اور انجام کہاں، کیوں اور کس کی مرضی سے طے کر دیا گیا۔" (۶)

"میں ایسے لوگوں کو کیوں ماروں جو پہلے سے مرے ہوئے ہیں؟" (۷)

یہ سب سوال بالآخر موت پر منتج ہوتے ہیں یا پھر موت ان سوالوں کو جنم دیتی ہے۔

افسانہ "پیالہ" کا مرکزی کردار ایوٹا ایک ایسی زندگی گزارتا ہے جس میں شخصی خود مختاری اور کسی چیز کے متعلق رائے رکھنے کا حق نہیں ہے۔ وہ خود اس حق سے سبکدوش ہوتا ہے اور دم مرگ ایوٹا کی آنکھوں میں پھیلتی حیرت اس پر زندگی کے اسرار واضح کرتی ہے۔

افسانہ "الاؤ" زندگی اور بقا کے لئے جدوجہد کی کہانی ہے۔ یہ ایک ایسے شخص کی کہانی ہے جو زندگی گزارنے کے لئے وقت کے تقاضوں، انسان کی حیاتیاتی کمزوریوں حتیٰ کہ فطرت کے عذابوں تک کو نظر انداز کرتا ہے۔

"بہ ہر حال اب وہ منجند ہو کر مر رہا تھا۔ یہ اس کا مقدر تھا اور اسے اپنے مقدر کو ایک مرد کی طرح قبول کرنا چاہیے تھا۔" (۸)

الڈس بکسلے کے افسانے "ماریا" میں مرکزی کردار "ماریا" میں جس کا کہنا ہے "زندگی ایک خوشگوار دن کے بعد دوسرے خوش گوار دن کا نام ہے" (۹) بالآخر حقیقی اور زندگی بھر کی خوشی کی عدم دستیابی کے باعث خودکشی کر لیتی ہے۔

الڈس بکسلے ہی کے افسانے لارڈ ہرکولیس میں پست قامت ہرکولیس اور اس کی بیوی اپنے غیر معمولی تخیل اور قابلیت کے باوجود عامیانه جسامت والوں کے مذاق اور تمسخر کے نتیجے میں اس زندگی کو شعوری طور پر خیر باد کہہ دیتے ہیں جو اپنے تمام تر دران پر بند کر دیتی ہے۔ افسانے کے اختتام پر ہرکولیس اپنی بیوی سے کہتا ہے:

"یہ تمہارے لئے پرسکون ابدی نیند کا جام ہے" (۱۰)

"ٹاں پال سارتر کے افسانے "دوام" کا مرکزی کردار، جسے انسانوں سے نفرت ہے کہتا ہے:

کتنی عجیب بات ہے کہ باقی تمام چیزوں کے بارے میں لوگوں کو ذاتی رائے رکھنے کا حق

ہے مگر انسان سے محبت سب پر فرض کر دی گئی ہے" (۱۱)

یہ ایک ایسا ہی سوال ہے جو عالمی ادب میں موت اور زندگی کی پیچیدگیوں کے متعلق اٹھایا جاتا ہے

وہ کہتا ہے:

"مجھے مرد ہیرو پسند ہیں۔۔۔ جنہیں ان کے سیاہ کارناموں پر دوام حاصل ہو" (۱۲)

بالآخر وہ ایسے ہی ایک سیاہ کارنامے یعنی قتل کا ارتکاب کرتا ہے۔ اور پھر خودکشی کے بجائے خود کو ایک قابل رحم موت کے حوالے کرتا ہے کیوں کہ اس کا کہنا ہے:

"میں ایسے لوگوں کو کیوں ماروں جو پہلے سے مرے ہوئے ہیں" (۱۳)

افسانے "دیوار" میں اس موت کا سراغ بھی ملتا ہے جو غیر متوقع ہے، قدرت کا ایک مذاق ہے اور اس موت کا بھی جو متوقع ہے اور جس کے حوالے ایک انسان دوسرے انسان کو جبری طور پر کرتا ہے۔

ان تمام افسانوں میں جن کا انتخاب صغیر ملال نے کیا، حیات و کائنات کے متعلق غور و فکر ملتا ہے جو کہ بہر حال سنجیدہ علمی ادب کی بنیاد ہے۔

دیوار میں "پابلو" کہتا ہے:

"میں مرنے سے پہلے سونا نہیں چاہتا تھا۔ میں سوچنا چاہتا تھا" (۱۴)

"اور یہ کہ "موت" نے تمام چیزوں کی دکھائی چھین لی تھی" (۱۵)

"یہ دونوں جو اس وقت اتنی شان سے اکڑ کر بیٹھے ہیں ایک دن خاک ہو جائیں گے۔" (۱۶)

کافکا کے افسانے "محتاج" میں اس بے حسی کی منظر کشی کی گئی ہے جو موت کی وجہ بنتی ہے۔
"انصاف" میں اس موت کا ذکر ہے جو انصاف کے دروازے پر طویل انتظار کے بعد واقع ہوتی

ہے۔

افسانہ "دستاویز" جو کہ اجتماعی موت کی نشاندہی کرتا ہے میں کافکا کہتا ہے:
"یوں لگتا ہے جیسے بستی کے دفاع کا فریضہ کاریگروں اور ہنرمندوں کو سونپ دیا گیا ہے مگر ہم یہ فرض انجام دینے کے قابل نہیں ہیں۔ ہم نے کبھی دعویٰ نہیں کیا تھا کہ ہم ایسا کر سکتے ہیں۔ تو پھر کون ہے جسے غلط فہمی ہوئی ہے؟ ہم سب کس کی غلطی سے برباد ہو رہے ہیں؟" (۱۷)

افسانہ "دوغلا" میں کافکا اس مالک کے منہ سے جس کا جانور وفاداری میں کتوں سا ہے اور اپنی فطرت میں مکمل ہونے کے باوجود لوگوں کے استہزاء کا نشانہ بنتا ہے کہلواتا ہے:

"میں اس وقت کا انتظار کر رہا ہوں جب اس کی سانس از خود بند ہوگی۔" (۱۸)

ایک ایسے انسان کی موت کا بیان ہے جو دنیا اور دنیا والوں کے لئے بے مصرف ہے، "میری کیونگ" کا "زندگی اس وقت تک جب تک اس کی لاش زمین کے اوپر ہوتی ہے اور نظریں اسے دیکھ سکتی ہیں بہت درد انگیز ہونے کے باوجود ذہن سے محو ہو جاتی ہے۔ دوسری طرف ریمنڈ کارور نے اپنے افسانے "زندگی" میں بھی موت کی آمد کے خوف اور موت واقع ہو جانے کے بعد زندہ رہ جانے والوں کا اسی طرح زندہ رہنے پر مجبور ہونے کی عکاسی کی ہے۔

"مجھے معلوم ہے ایسے موقعوں پر کھانا پینا آسان نہیں مگر بہر حال آدمی کو زندہ رہنا ہوتا ہے" (۱۹)

"وہ چلا گیا ہے۔ وہ چلا گیا ہے اور ہمیں اب تنہائی کا دکھ برداشت کرنا ہے۔ ہمیں زندہ رہنا ہے" (۲۰)

صغیر ملال نے بورخیس کے جن افسانوں کا انتخاب کیا ہے ان میں بورخیس موت کی روداد کہتا ہوا ملتا ہے۔ موت دراصل تکلف دہ ماحول سے نجات کی راہ ہے لیکن بیک وقت یہ خوش گوار ماحول سے تکلیف دہ کوچ کا باعث بھی ہے۔ بورخیس اپنے ان افسانوں میں کہتا ہے:

"آدمی اپنی زندگی کا مالک ہے۔ آدمی اپنی موت کا بھی مالک ہے۔" (۲۱)

"چھت کے شہتیروں ہی سے صلیب تیار کی گئی۔" (۲۲)

"بھوری آنکھوں اور بھوری داڑھی والا ایک شخص انکساری سے موت کی جانب بڑھ رہا ہے" (۲۳)

"وہ شخص ایسی عاجزی سے موت تلاش کر رہا ہے جیسے دن بھر کا تھکا آدمی سر جھکا کر نیند طلب کرتا ہے" (۲۴)

"اس نے آہنی ارادے کے ساتھ بستر مرگ پر اسی سنجیدگی اور متانت کے ساتھ وصیت لکھوائی جس سنجیدگی اور متانت سے اس نے زندگی گزارا تھی۔" (۲۵)

"ہر چند کہ فنا میرا مقدر ہے مگر ممکن ہے میرا کوئی لمحہ بورخیس میں دوام حاصل کر لے۔" (۲۶)

جیمز جوائس کے افسانے میں آئیلین جو کہ ایک گھریلو لڑکی ہے اور زندگی کی طرف قدم بڑھانا چاہتی ہے اپنے قدم روک لیتی ہے اور پھر سے اسی پڑمردہ ماحول میں رہنا قبول کرتی ہے۔ حالاں کہ جیمز جوائس کہتا ہے:

"وہ زندہ رہنا چاہتی تھی۔ خوش رہنا چاہتی تھی۔ یہ اس کا حق تھا۔" (۲۷)

خوابوں کی "انجیل" میں مرکزی کردار کو خواب چننے اور انہیں محفوظ کرنے کے جرم میں قتل کر دیا

جاتا ہے۔

جیمز اسٹیفنز کے افسانے "خواہش" کا اختتام ان سطور سے ہوتا ہے:

"وہ چیخ مار کر بستر سے اٹھی اور بتی جلا کر اسے غور سے دیکھا۔ اس کا خاوند دنیا سے رخصت ہو چکا تھا۔" (۲۸)

ارنٹ ہیمنگوئے کے افسانے "روشن گاہ" کا مکالمہ ہے

"گزشتہ ہفتے اس نے خودکشی کی کوشش کی تھی"

"کیوں"

"کوئی وجہ نہیں تھی"

"تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو"

"یہ بہت دولت مند ہے۔" (۲۹)

اس مکالمے سے زندگی اور موت اور ان دونوں کے لیے زندہ لوگوں کے نقطہ نظر کا ایک رخ نظر

آتا ہے۔

جان ٹونڈر کے افسانے "مکڑی" میں وکٹر اپنی بیوی کو مار دیتا ہے جس سے وہ بے انتہا محبت کرتا تھا اور وقت کی سست رو اور تیز رفتار لاشی نے اس محبت کو مار دیا تھا۔ وکٹر اپنی بیوی کو قتل کرنے کے بعد زندگی سے

بے انتہا محبت کے باوجود مر جاتا ہے۔
 اوہنری کے افسانے "بے گناہ" میں حشر کے مناظر کی منظر کشی ہے اور اس لڑکی کا ذکر ہے جس پر
 لوگوں اور زندگی نے عرصہ حیات تنگ کر دیا تھا۔
 غرض یہ کہ صغیر ملال نے جن افسانوں کو ترجمہ کے لیے منتخب کیا ان میں بیشتر موت، زندگی، زندگی
 اور موت کے متعلق سوالوں اور موت کی مختلف صورتوں اور وجوہات کا بیان ہیں۔
 اس کے علاوہ ایک اور اہم عنصر جو ان افسانوں میں پایا جاتا ہے وہ بیسویں صدی کے ادیبوں کی
 نظر میں معاشرے کا وہ رخ ہے جو سوچنے کی دعوت دیتا ہے۔
 "دیوار" میں سارتر طاقت کے اظہار اور اس کی صورت حال کے متعلق کہتا ہے:
 "جو بھی ان کی طرح نہیں سوچتا، وہ انہیں گرفتار کر رہے ہیں" (۳۰)
 حقیقت کی تلاش اور اس کی راہ میں آنے والی رکاوٹوں کا بیان بھی ان افسانوں میں ملتا ہے
 جنہیں صغیر ملال نے ترجمہ کیا۔

"ہم حقیقت کے بارے میں بات نہیں کریں گے۔ اب حقیقت سے کسی کو دلچسپی نہیں
 ہے۔ دلیل اور ایجاد کا عمل حقیقت سے زیادہ اہم ہے۔ ہمارے مدرسوں میں اب بچوں
 کو تنگ اور فراموشی کا فن سکھایا جاتا ہے" (۳۱)
 "لوگ ڈاکے بھی ڈالتے ہیں۔ حالاں کہ وہ معلوم ہے کہ دولت سے نہ خوشی ملتی ہے، نہ ذہنی
 سکون حاصل ہوتا ہے" (۳۲)
 "بڑے شہر میں راستہ گم کر دینا بہت اذیت ناک ہے۔ اور دنیا بڑے شہروں سے بھری
 ہوئی ہے۔ اتنے بڑے شہر ہیں۔ اور آدمی کا دماغ بھی ایک بہت بڑا شہر ہے۔ بہت بڑا
 شہر۔ جہاں آدمی بھٹکتا پھرتا ہے۔۔۔ ساری عمر راستہ ڈھونڈتا ہے۔ ٹھوکریں کھاتا ہے مگر
 راستہ نہیں ملتا۔ ملتا ہی نہیں" (۳۳)

"دنیا ایک بہت بڑا شہر ہے اور ہم سب اس شہر میں اجنبی ہیں" (۳۴)
 روزمرہ کی معمولی اور بے وقعت باتوں کے لیے میرے ذہن میں کوئی جگہ نہیں ہے۔
 "مجھے فقط سنجیدہ اور عظیم موضوعات پر غور کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے" (۳۵)
 صغیر ملال کے تراجم کا ایک اور موضوع محبت بھی ہے جو "ماریا"، "آنکلیں"، "مشاہدہ" اور
 "پیانو" میں اپنے مختلف جہات کے ساتھ ہمارے سامنے آتا ہے۔
 یہ حال ان تمام تراجم میں "موت" مرکز کی حیثیت رکھتی ہے جس کے گرد ہر کہانی گھومتی ہے۔
 ترجمے کے لیے اہم ترین مرحلہ متن کا انتخاب ہے اور یہ بات بلاشبہ قابل توجہ ہے کہ صغیر ملال

کے ترجمہ کردہ پچیس سے زیادہ افسانوں کا موضوع "موت" ہے۔
وہ خود کہتے ہیں:

" دنیا کا ہر قابل ذکر دماغ بالآخر محبت، موت اور وقت کی تثلیث میں گم ہو جاتا ہے۔
(۳۶)"

کلبہٴ افلاس میں، دولت کے کاشانے میں موت
دشت و در میں، شہر میں، ویرانے میں موت
(اقبال)

حوالہ جات

- ۱- بیسویں صدی کے شاہکار افسانے، صغیر ملال، کراچی، ویلکم بک پورٹ (پرائیویٹ) لمیٹڈ،
۲۰۱۲ء، ص ۳۰
- ۲- ایضاً، ص ۱۲۶
- ۳- ایضاً، ص ۱۰۸
- ۴- ایضاً، ص ۱۰۵
- ۵- ایضاً، ص ۲۰۹
- ۶- ایضاً، ص ۱۳
- ۷- ایضاً، ص ۸۹
- ۸- ایضاً، ص ۲۹
- ۹- ایضاً، ص ۵۴
- ۱۰- ایضاً، ص ۷۴
- ۱۱- ایضاً، ص ۸۵
- ۱۲- ایضاً، ص ۸۲
- ۱۳- ایضاً، ص ۸۹

- ١٢- ايضاً، ص ١٠٢
١٥- ايضاً، ص ١٠٣
١٦- ايضاً، ص ١٠٨
١٧- ايضاً، ص ١٣١
١٨- ايضاً، ص ١٣٣
١٩- ايضاً، ص ١٦٠
٢٠- ايضاً، ص ١٦٠
٢١- ايضاً، ص ١٩٩
٢٢- ايضاً، ص ٢٠٥
٢٣- ايضاً، ص ٢٠٩
٢٤- ايضاً، ص ٢٠٩
٢٥- ايضاً، ص ٢١١
٢٦- ايضاً، ص ٢١٧
٢٧- ايضاً، ص ٢٢٠
٢٨- ايضاً، ص ٢٣٦
٢٩- ايضاً، ص ٢٤٨
٣٠- ايضاً، ص ١١٠
٣١- ايضاً، ص ١٩٦
٣٢- ايضاً، ص ١٩٦
٣٣- ايضاً، ص ١٨٢
٣٤- ايضاً، ص ١٨٢
٣٥- ايضاً، ص ٢٠٦
٣٦- ايضاً، ص ١٦٩

